مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب ۔ راولپنڈی
صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوری علیہ الرحمۃ

قانونِ مکافاتِ عمل

گذشتہ سے پیوستہ

ان جرائم پر غور کیجئے۔ شرک وبت پرستی کے علاوہ دنیا میں انہماک، آخرت فراموشی۔ نام آوری کے لئے بڑی بڑی بلڈنگیں بنوانا ظلم وستم۔ دین سے مذاق۔ ہٹ دھرمی اور اپنی طاقت پر غرور یہ ایسے جرائم تھے جو اس قوم کو لے ڈوبے۔ اور اپنی بڑی بڑی عمارتوں اور حفاظتی مورچوں کے باوجود عذابِ خداوندی سے نہ بچ سکے۔ خود قرآن نے ان کی ظاہری طاقت وقوت کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللّتی لم یخلق مثلھا فی البلاد۔ (بنی نہیں ویسے سارے شہروں میں) لیکن ان کی یہ سب مادی طاقتیں، اونچے قدوقامت اور ڈیل ڈول اور محفوظ قلعے خدا کے عذاب کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آسکے۔ اور چشم زدن میں یہ قوم پیوندِ زمین ہوگئی۔ قرآن سے یہ ہولناک منظر سنئیے ـــــــ

واماعادٌ فاھلکوا بریحٍ صرصرٍ عاتیۃٍ	اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی
سخّرھا علیھم سبعَ لیالٍ و ثمانیۃ	سناٹے کی ہوا سے نکلی جائے ہاتھوں سے
ایام حسوماً فتری القومَ فیھا صرعیٰ	مقرر کر دیا اسکو ان پر سات رات اور
کانھم اعجاز نخلٍ خاویۃٍ	آٹھ دن تک لگاتار۔ پھر تو دیکھے کہ وہ

لوگ اس میں بچھڑ گئے۔ گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کے کھوکھلے۔

ایک مضبوط طاقتور قوم جو اکھاڑے میں لنگوٹ کس کر یہ نعرہ لگاتی ہوئی اتری تھی کہ ـــــــ "من اشد منا قوۃ" ـــــــ (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ خدا کی ایک ہوا کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کر گرے گویا کھجور کے کھوکھلے بے جان تنے ہیں ـــــــ

آج بھی اگر کسی ملک پر طوفانی ہوائیں اور آندھیاں بطور عذاب مسلط کر دی جاتی ہیں۔ تو وہاں کے

رہنے والوں کو اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ہمارے اندر "قوم عاد" کی عادات وخصائل تو نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا کے قانون مکافات عمل کے مطابق ان جرائم کا یہ قدرتی نتیجہ ہے۔ تہذیب یافتہ ممالک اور اقتصادی طور پر مستحکم قومیں اگر ظلم وستم اور جبر وتشدد کی اُن راہوں پر چل پڑیں گے جن پر قوم عاد گامزن تھی۔ تو پھر ان کی تباہی بھی اسی قانون کے ماتحت زود یا بدیر یقینی ہے۔ ظاہری ترقیاں اور مضبوط حفاظتی اقدامات جب قوم عاد کو خدا کے عذاب کو نہ بچا سکیں۔ یہ قومیں بھی اگر اسی طرح خدا کے غضب کو دعوت دیتی رہیں تو خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتیں۔

قوم عاد کے بعد قوم ثمود دنیا میں ابھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صالحؑ کو اس قوم کی ہدایت کے لئے منتخب فرماتے ہیں۔ مشترک جرم شرک تو موجود ہی ہے۔ اس کے ساتھ دیگر چند جان لیوا جرائم اور ہلاکت آفرین معصیتوں میں بھی یہ قوم مبتلا تھی۔ جن کی وضاحت قرآن نے فرمائی :۔

۱۔ پہلا جرم۔ شعائر اللہ کی بے حرمتی —— قوم ثمود نے حضرت صالح سے عہد کیا تھا۔ کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان سے حاملہ اونٹنی نکال دیں۔ تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے حضرت صالحؑ کی دعا سے ایسا ہی کر دیا۔ دعوت توحید کے بعد ارشاد فرمایا :

قد جاءتکم بینة من ربکم۔ هذه ناقة الله لکم آیةً فذروها تأکل فی ارض الله ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب الیم۔

تم کو پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے۔ یہ اونٹنی اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی۔ سو اسکو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں۔ اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تم کو پکڑے گا۔ عذاب درد ناک۔

لفظ "آیةً" سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ معمولی نوعیت کی اونٹنی نہیں تھی۔ بلکہ اسکی حیثیت اللہ کے شعار کی سی تھی۔ یہ لوگ بجائے عہد پورا کرنے کے خود اس اونٹنی کے مارنے کے درپے ہو گئے۔ "اشقی القوم" نے اٹھ کر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

۲۔ دوسرا جرم۔ حق پرستوں کے خلاف سازش —— قوم ثمود میں نو[۹] افراد کی پارٹی تھی۔ جس کا کام فساد وتخریب تھا۔ انہوں نے حضرت صالح اور ان کے خاندان کے بارے میں سازش کی کہ راتوں رات ان کے گھر پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اگر کسی نے خون کا دعویٰ کیا تو کہہ دیں گے کہ جناب ہم کو کیا خبر۔ ہمیں تو ان کی تباہی کا ذرا بھی حال معلوم نہیں ——

سورۃ نمل میں ارشاد ہے:

وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ قالوا تقاسموا باللہ لنبیتنّہٗ واھلہٗ ثُمّ لنقولنّ لولیّہٖ ماشھدنا مھلک اھلہٖ وانّا لصادقون۔	اور تھے اس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے ملک میں اور اصلاح نہ کرتے۔ بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور اس کے گھر پر پھر کہہ دیں گے۔ اس کے دعویٰ کرنے والے

کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں۔

۳۔ تیسرا جرم۔ پیغمبر کی گستاخی ــــ کافر قومیں مجموعی طور پر پیغمبروں کی بے عزتی کرتی رہیں۔ اور ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتی رہیں۔ قوم ثمود بھی قوم عاد کی طرح اس جرم کی مرتکب ہوئی۔ اس قوم کے پیغمبر کے بارے میں ریمارکس قرآن نے نقل کئے ہیں:

فقالوا ابشراً منّا واحداً نتبعہٗ۔ انّا اذاً لفی ضلٰلٍ وسُعُرٍ ءَ اُلقِیَ الذّکر علیہ من بیننا بل ھو کذّاب اَشِرٌ۔	پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں اکیلا ہم اس کے کہے پر چلیں گے۔ تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں۔ کیا اتری اس پر نصیحت ہم سب میں سے۔ یہ جھوٹا ہے۔ بڑائی مارتا ہے۔

سورۂ نمل میں اس جرم کو ان الفاظ سے واضح کیا گیا۔

قالوا اطّیرنا بک وبمن معک۔	بولے ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو۔

۴۔ چوتھا جرم۔ خود ساختہ نظریات کو صحیح سمجھتے ہوئے ربّانی ہدایت کو غلط سمجھنا ــــ دراصل جب کوئی قوم وحی اور آسمانی تعلیم سے روگردانی کرتی ہے۔ تو حق کی راہ اس سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اور پھر اس کے غلط تخیلات اسکو راہ راست پر آنے نہیں دیتے۔ قرآن کریم نے کفار کی اس کیفیت کو بار بار ذکر کیا ہے ــــ قوم ثمود کا حال یہی تھا۔ ارشاد ہے:

واما ثمود فھدینٰھم فاستحبّوا العمٰی علی الھدیٰ۔	سو وہ جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتلائی۔ پھر انکو پسند آیا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے۔

قوم ثمود کی ہلاکت کا حال بڑے عبرت انگیز طریقہ سے قرآن نے ذکر کیا ہے۔ جرائم کے بڑھنے

کے ساتھ ساتھ عذاب کی نوعیت و شکل بھی بدلتی جاتی ہے۔ قوم عاد کی ہلاکت تیز و تند طوفانی ہوا سے ہوئی تھی۔ قوم ثمود کی ہلاکت میں جہاں سمائی عذاب یعنی "الصیحۃ" کا دخل تھا۔ وہاں ان کے خصوصی جرم "فساد فی الارض" کی وجہ سے ارضی عذاب یعنی "الرجفۃ" زلزلہ بھی آیا ——— فوقانی و تحتانی دونوں قسم کے عذاب سے قوم ثمود کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ :

وثمود فما ابقی۔	اور غارت کیا ثمود کو۔ پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا۔
واخذ الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دیارھم جثمین۔ کان لم یغنوا فیھا۔	اور پکڑ لیا ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔ جیسے کبھی رہے ہی نہیں تھے وہاں
فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین۔	یعنی آپکڑا ان کو زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے۔

قوم لوط اور اس کے امتیازی جرائم

تیسری بڑی قوم جس کے جرائم اور پھر دنیا سے نیست و نابود کرنے کا ذکر قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے کیا ہے، وہ قوم لوط ہے۔ کفر اور شرک کے مشترکہ جرم کے ساتھ ساتھ جن امتیازی جرائم کی نشاندہی کی ہے ان میں اہم ترین جرم غیر فطری طور پر شہوت رانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن دو انسانی انواع کو پیدا فرمایا۔ اور آپس میں جائز طور پر ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا حکم دیا۔ ان جائز طریقوں سے تکمیل شہوات وغیرہ کے علاوہ قوم لوط غیر فطری رجحان کو اپنائے ہوئے تھی۔ اور آپس میں مردوں کا اختلاط انکی عادت بن چکی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اس مکروہ فعل سے ان کو منع کیا۔ مگر یہ عادتِ بد کب ان کو راہِ راست پر آنے دیتی۔ الٹا حضرت لوطؑ کا مذاق ہونے لگا۔ اور جلاوطن کرنے کی دھمکیاں دینے لگے۔ ارشادِ ربّانی ہے :

ولوطاً اذ قال لقومہ اتأتون الفاحشۃ ماسبقکم بھا من احد من العالمین۔	اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بے حیائی کے کام پر۔ تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہاں میں۔
ائنکم لتأتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم تجھلون۔	کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو۔

(باقی آئندہ)